

رسول اکرمؐ کی معاشی تعلیمات پر ایک نظر

خالد علوی

رسول اکرمؐ کی بخت تاریخ انسانی کا ایک انقلاب آفرین واقعہ ہے۔ یہ انقلاب ہمہ گیر و ہمہ پہلو ہے۔ آپ نے حیات انسانی کے ہر شعبے میں اصلاح و تطہیر کا پروگرام دیا۔ انفرادی سیرت کی پختگی، اجتماعی زندگی کا استحکام، سیاسی اداروں کا استقلال اور معاشی جدوجہد کی پاکیزگی کے اصول و ضوابط آپ کی سیرت و تعلیمات میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ نبی کریمؐ کی سیرت و تعلیمات کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ حیات انسانی ایک کل ہے جسے ٹکڑوں میں تقسیم کر کے الگ الگ نہیں زیر بحث لایا جا سکتا۔ دور حاضر کے معاشی نظاموں اور فلسفوں کی یہی خرابی ہے کہ انہیں زندگی کی بنیادی قدروں سے علیحدہ کر کے بیان کیا جاتا ہے۔ آنحضرتؐ نے معاشی زندگی کے بارے میں جو اصول و قواعد عطا کئے ہیں وہ ایک مکمل نظام معیشت کی تشکیل و تنفیذ کے لئے بہترین اساس فراہم کرتے ہیں۔ اس وقت ان تمام اصولوں کا ذکر مقصود نہیں صرف ایک پہلو پر توجہ مرکوز کی جائے گی اور وہ ہے معاشی جدوجہد کی پاکیزگی۔

معاشی جدوجہد میں سب سے اہم بات وسائل معیشت کا حصول ہے صرف دولت اور تقسیم دولت گو ایک اعتبار سے پیدائش دولت سے متعلق ہیں لیکن اس جدوجہد کی حقیقی بنیاد پیدائش دولت یا وسائل دولت کا حصول ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربانی رہنمائی میں وہ اصول طے کر دیئے جن پر ساری معاشی جدوجہد کی تنظیم ہوتی ہے ہم اسے قرآن پاک کی ان نصوص سے شروع کرتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

ولا تمدن عینیک الی ما مُعناہہ ازواجاً منهم زہرۃ الحیوۃ الدنیا لنتنتہم فیہ

و رزق ربک خیراً و ابقی - (۱)

اور نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو دنیوی زندگی کی اس شان و شوکت کو جو ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو دے رکھی ہے وہ تو ہم نے انہیں آزمائش میں ڈالنے کیلئے دی ہے۔ اور تیرے رب کا دیا ہوا رزق حلال ہی بہتر ہے اور پائندہ تر ہے۔“

رزق کا ترجمہ ہم نے رزق حلال کیا ہے، کیونکہ اللہ نے کہیں بھی حرام مال کو رزق رب سے تعبیر نہیں فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تمہارا اور تمہارے ساتھی اہل ایمان کا یہ کام نہیں ہے کہ یہ فساق و فجار ناجائز طریقوں سے دولت سمیٹ سمیٹ کر اپنی زندگی میں جو ظاہری چمک دمک پیدا کر لیتے ہیں، اس کو تم لوگ رشک کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ یہ دولت اور یہ شان و شوکت تمہارے لئے ہرگز قابل رشک نہیں ہے۔ جو پاک رزق تم جہائز ذرائع سے کماتے ہو وہ خواہ کتنا ہی تھوڑا ہو، راست باز اور ایماندار آدمیوں کیلئے وہی بہتر ہے اور اس میں وہ بھلائی ہے جو دنیا سے آخرت تک برقرار رہنے والی ہے (۲)۔

واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب (۳)

اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔

ویکان اللہ یسط الرزق لمن یشاء من عبادہ و یقدر (۴)

افسوس ہم بھول گئے تھے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کا رزق چاہتا ہے کشادہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا دیتا ہے۔

یعنی اللہ کسی طرف سے رزق کی کشادگی یا تنگی جو کچھ بھی ہوتی ہے اسکی مشیت کی بناء پر ہوتی ہے اور اسکی مشیت میں اسکی کچھ دوسری مصلحتیں کار فرما ہوتی ہیں۔ کسی کو زیادہ رزق دینے کے معنی لازماً یہی نہیں ہیں کہ اللہ اس سے بہت خوش ہے اور اسے انعام دے رہا ہے۔ بسا اوقات ایک شخص اللہ کا نہایت مغضوب ہوتا ہے مگر وہ اسے دولت عطا کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ آخر کار یہی دولت اس کے اوپر اللہ کا سخت عذاب لے آتی ہے اس کے برعکس اگر کسی کا رزق تنگ ہے تو اس کے معنی لازماً یہی نہیں ہیں کہ اللہ اس سے ناراض ہے اور اسے سزا دے رہا ہے۔ اکثر نیک لوگوں پر تنگی اس کے باوجود رہتی ہے کہ وہ اللہ کے محبوب ہوتے ہیں

بلکہ بارہا یہی تنگی ان کیلئے خدا کی رحمت ہوتی ہے۔ اس حقیقت کو نہ سمجھنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی ان لوگوں کی خوشحالی کو رشک کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو دراصل خدا کے غضب کے مستحق ہوتے ہیں (۵)۔

رزق کی کمی بیشی کے اس تصور سے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست نہیں کہ انسان کو معاشی جدوجہد ترک کر دینی چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ اور آپ کی تعلیمات ہمیں بھر پور معاشی جدوجہد کی طرف دعوت دیتی ہیں۔ آپ کو قبل از نبوت فکر معاشی ہوئی، تو آپ نے شغل تجارت اختیار فرمایا، متعدد تجارتی سفر کئے (۶) جن میں شام، بصرہ اور یمن کے سفر مشہور ہیں۔ عرب میں مختلف مقامات پر جو بازار قائم تھے۔ جعاشہ کا ذکر ابن سید الناس نے کیا ہے (۷)۔ نبی اکرمؐ کی اخلاقی شہرت کی وجہ سے حضرت خدیجہؓ نے آپ کو شراکت پر تجارتی کام کے لئے آمادہ کیا اور آپ کو بیرون ملک اسفار پر بھیجا۔ حدیث و سیرت کی کتابوں میں ان سفر کی تفصیلات موجود ہیں (۸)۔ آپ نے بطور تاجر اندرون ملک اور بیرون ملک کام کیا، شراکت بھی کی اور مختلف لوگوں سے کاروباری معاملات بھی کئے (۹) اس طرح اعلان نبوت سے پہلے آپ کی حیات طیبہ میں ایک بھرپور معاشی جدوجہد نظر آتی ہے۔ فراتض نبوت کے باعث آپ کو ہمہ وقتی کارکن کے طور پر کام کرنا پڑا اور معاشی جدوجہد کیلئے وقت میسر نہ آیا۔ آپ کے عمل اور ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ وسائل رزق کے حصول کے لئے پوری جدوجہد کرنی چاہئے اور دوسروں پر بوجھ نہیں بننا چاہئے۔ کتب حدیث میں حضور اکرمؐ کے وہ ارشادات موجود ہیں جن میں اس طرز عمل کی مذمت کی گئی ہے جس سے انسان معاشی تگ و دو کی بجائے دوسروں کی امداد پر گذر بسر کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ پیشہ ور ساتلوں کے بارے میں عبد اللہ بن عمر کی بروایت یہ الفاظ منقول ہیں۔

قال رسول الله ما يزال الرجل يستال الناس حتى ياتي يوم القيامة ليس في وجهه مضغة لحم - متفق ليه (۱۰)۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ ایک شخص سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کو اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی حصہ نہیں ہو گا۔

معاشی کفالت کے لئے سوال کرنے والوں کے بارے میں حضور کا طرز عمل اسی انصاری کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے جسے ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔ اس واقعہ سے جہاں سوال کے بارے میں منشاء نبوت کا پتہ چلتا ہے وہاں معاشی جدوجہد کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے۔

عن انس ان رجلاً من الانصار اتى النبي صلى الله عليه وسلم يستاله فقال اما في بيتك شي فقال بلى جلس نلبس بعضه ونبسط بعضه وقعب نشرب فيه من الماء قال انتنى بهما فاتاه بهما فاخذهما رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده وقال من يشتري هذين قال رجل انا اخذهما بدرهم قال من يزيد علي درهم مرتين او ثلاثا قال رجل انا اخذهما بدرهمين فاعطاهما اياه فاخذ درهمين فاعطاهما الانصاري وقال اشتر باحدهما طعاما فانبذ الي اهلك واشتر بالآخر قدوما فانتنى به فاتاه به فشد فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم عودا بيده ثم قال اذهب فاحتطب وبع ولا ارينك خمسة عشر يوما فذهب الرجل يحتطب و يبيع فجاءه وقد اصاب عشرة دراهم فاشترى ببعضها ثوبا و ببعضها طعاماً فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا خيريك من ان تجنى المسئلة نكتة في وجهك يوم القيمة ان المسئلة لاتصلح الا لثلاثة لذى فقر موقع او لذى غرم مقطوع او لذى دم مومع .

انس سے یہ روایت ہے کہ ایک انصاری نبیؐ کے پاس آیا۔ وہ آپ سے سوال کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا تیرے گھر میں کوئی چیز ہے؟۔ کہا ہاں ٹاٹ ہے اس کا کچھ حصہ ہم بہنتے ہیں اور کچھ بچھاتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں آپ نے فرمایا دونوں چیزیں مسیرے پاس لاؤ۔ وہ دونوں چیزیں آپ کے پاس لے آیا۔ رسول اللہؐ نے ان کو اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا ان دونوں کو کون خریدتا ہے۔ ایک آدمی نے کہا میں یہ دونوں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے۔ دو یا تین مرتبہ اس طرح فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا میں دو درہم دیتا ہوں۔ آپ نے دونوں اسکو دے دیں اور اس سے دو درہم لے لئے اور انصاری کو دیکر فرمایا ایک درہم کا کھانا وغیرہ خرید لو اور اپنے گھر والوں کو دیدو اور دوسرے درہم کا تیشہ خرید کر مسیرے پاس لاؤ۔ وہ لایا تو رسول اللہؐ نے اپنے دست مبارک سے اس میں لکڑی ٹھونک دی اور فرمایا جاؤ لکڑیاں جا کر

بیچا کرو۔ میں پندرہ دن تمہیں نہ دیکھوں۔ وہ آدمی گیا ، لکڑیاں لاتا ، انکو بیچتا۔ اسکو دس درہم ملے ، اس نے چند درہم کا کپڑا خریدا اور کچھ کھانا خریدا۔ رسول اللہ نے فرمایا یہ تیرے لئے بہتر ہے اس بات سے کہ قیامت کے دن سوال تیرے چہرے پر برا نشان ہو۔ سوال کرنا ، تین شخصوں کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں۔ ایسا محتاج جسکی بیچارگی نے اسے زمین پر ڈال رکھا ہو ، ایسا شخص جس کے ذمہ بھاری قرض ہے جسے وہ اتار نہیں سکتا یا خون والے کے لئے جو مجرم بن جائے۔

جس طرح معاشی جدوجہد فرد کی عزت نفس کی محافظ ہے اسی طرح قوموں کی بھی کیونکہ دست سوال دراز کرنے سے انسان کی آبرو ختم ہو جاتی ہے اور ذلت و رسوائی اسکا مقدر بن جاتی ہے۔ حضورؐ نے خود بھی محنت کی اور مسلمانوں کو بھی محنت پر آمادہ کیا تاکہ معاشی خوشحالی میسر آسکے۔ دوسری اہم بات جس کی طرف آپ نے توجہ دلائی وہ معاشی جدوجہد کی پاکیزگی ہے۔ آپ نے اسی خواہش کا اظہار کیا کہ انسان تمام معاشی سرگرمیوں میں پاک اور ناپاک کا امتیاز کرے، جائز و ناجائز کا فرق کرے، تمتع اور انتفاع صرف حلال و طیب تک محدود رکھے اور اسی میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے۔ (۱۲)۔ آپ اپنی عملی زندگی میں کسی ایسے فعل کے مرتکب نہیں ہوئے جو غیر پاکیزہ ہو۔ اپنے کاروباری ایام میں صداقت، امانت، اور ایفاء عہد کی مثالیں قائم کیں۔ نبوت سے پہلے جن لوگوں سے تجارت میں آپ کا سابقہ تھا وہ اسکے شاہد ہیں۔ سائب جب مسلمان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو لوگوں نے ان کی تعریف کی تو آپ نے فرمایا، « انی اعلکم بتی بہ، » میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ اس پر سائب نے کہا، « صدقت بایی و امی کنت شریکی فنعم الشریک کنت لا تدارى ولا تماری، » (۱۳)۔ آپ پر میرے ماں باپ قسربان ہوں، آپ نے سچ کہا۔ آپ میرے شریک تجارت تھے کتنے اچھے شریک تھے، نہ کھینچا تانی کرتے اور نہ جھگڑا کرتے۔ ایک اور صحابی قیس بن سائب بھی آپ کے شریک تجارت تھے اور وہ بھی انہی الفاظ میں آپ کے حسن معاملہ کی شہادت دیتے ہیں۔ (۱۴)۔ آپ کی دیانت و امانت تو ایک مسلمہ حقیقت تھی۔ حجر اسود کے مسئلہ پر حضور کو دیکھتے ہی جو آواز

انہی وہ الصادق الامین کی تھی۔ (۱۵) حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ اپنے ہر خطبے میں فرمایا کرتے تھے۔

لا دین لمن لا عہد له (۱۶)۔ جس میں عہد نہیں اس میں ایمان نہیں۔،
آپ نے اپنے متبعین کو حلال و حرام کے امتیاز کا شعور عطا کیا قرآنی آیات اور نبوی احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان اپنی معاشی جدوجہد میں حلال و حرام کی تمیز کتنے بغیر نہیں چل سکتا۔ یہی ایک بنیادی فرق ہے جو ایک مسلم اور غیر مسلم کی معاشی سرگرمیوں کو الگ کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا لا تاكلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تكون تجارة عن تراض منکم ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیماً (۱۷)
”اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ باہمی رضامندی سے تجارت کا معاملہ ہو۔ اور نہ قتل کرو اپنی جانوں کو۔ بے شک اللہ تمہارے ساتھ۔ رحم کا برتاؤ کرنے والا ہے۔ ولا تاكلوا اموالکم بینکم بالباطل تدلوا بها الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم واثم تلمون۔ (۱۸)

اور آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ اور نہ ان کو حکام کے سامنے پیش کرو تاکہ کھا جاؤ جانتے بوجہتے لوگوں کے مال گناہ کے ساتھ۔

حکام کے سامنے پیش کرنے سے مراد دوسرے کے مال کی ملکیت کا جھوٹا دعویٰ لیکر حاکموں کے پاس جانا بھی ہے اور حکام کو رشوت دے کر دوسرے کی ملکیت پر غاصبانہ قبضہ کرنا بھی۔ (۱۹)۔ جس طرح قرآن پاک نے کسب حرام کے ذرائع واضح کر دیئے اسی طرح رسول اللہ نے مسال حرام کی وہ تمام تفصیلات بیان فرما دیں جو مسلمان کی معاشی جدوجہد کو ناپاک کر دیتی ہیں۔ مثلاً آپ نے تجارت کے وہ تمام طریقے ممنوع قرار دیئے جن میں فریب اور دروغ کا عنصر شامل ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال نہی رسول اللہ عن بیع الحصاة و بیع الغرر (رواہ مسلم) (۲۰)۔

رسول اللہ نے فریب کے معاملہ کو بھی حرام قرار دیا اور کنکر پھینک کر کسی شے کی خریداری کو بھی۔

عن وائلہ بنی الاسقع قال سمعت رسول الله يقول ، من باع عبياً لم ينبه لسم يزل في مقت الله اور لم تزل الملائكة تلعنہ (ابن ماجہ) (۲۱)
 وائلہ بن اسقع یہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص عیب دار چیز کو بیچے اور اسکے عیب کو ظاہر نہ کرے ، وہ ہمیشہ غضب الہی کا شکار رہتا ہے اور فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت بھیجتے ہیں ۔

معاشی جدوجہد میں ایسا کاروبار ممنوع قرار دیا جو احکام اسلامی کے موافق نہیں ، مثلاً شراب ، خنزیر اور بت وغیرہ ۔ جابر کہتے ہیں ۔

انہ سمع رسول الله ويقول عام الفتح وهو بمكة ، ان الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والاضام فقیل یا رسول الله اراثت شحوم فانها تطلی بها السفن وبدن بهما الجلود ، يستصحیح (الناس تقال لا هو حرام یشم قال عند ذالك قاتل الله اليهود ان الله لما حرم شحومها اجملوه ثم باعوه فاكلوا ثمنه ، متفق عليه (۲۲) ۔

انہوں نے رسول اللہ کو فتح کے سال جب وہ مکہ میں تھے یہ کہتے سنا کہ اللہ اور اسکے رسول نے شراب مردار ، سؤر اور بتوں کا بیچنا حرام قرار دیا ہے ۔ سوال کیا گیا کہ مردار کی چربی کے بارے میں کیا رائے ہے ۔ وہ کشتیوں پر ملی جاتی ہے اور چمڑوں کو اس سے چکنا کیا جاتا ہے ۔ اور لوگ اس سے روشنی کسرتے ہیں ، آپ نے فرمایا اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں وہ حرام ہے ۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا ، اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے ، جب اللہ تعالیٰ نے مردار کی چربی کو حرام قرار دیا تو چربی بگھلاتے ، بیج ڈالتے اور اسکی قیمت کھا جاتے ۔

کاروبار کے کچھ ایسے طریقے بھی ہیں جو اسے غیر اسلامی اور غیر انسانی بنا دیتے ہیں ، شریعت میں اسے فاسد کا نام دیا گیا ہے ۔ تجارت میں جھوٹ ، ناپ تول کی کمی بیشی ، دھوکہ و فریب ، سود بد دیانتی ، ذخیرہ اندوزی ، نفع خوری وغیرہ کی تمام صورتوں کو ناجائز قرار دیا ۔ اور مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے کاروبار کو ان امور سے پاک رکھیں ۔ حضورؐ کے ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ تجارت کی راستی اور پاکیزگی کی طرف آپ خصوصی توجہ فرماتے ۔ باوجود یکہ آپ کے نزدیک بازار ایک اچھی جگہ نہ

تھی (۲۳) - لیکن آپ وہاں تشریف لے جاتے اور غلے اور دیگر مال کا معائنہ فرماتے تاکہ مسلمانوں کی مارکیٹ میں دھوکہ بازی ، اور بد دیانتی نہ ہو۔ معاشی معاملات میں پاکیزگی کے لئے جھوٹی قسموں سے منع فرمایا -

عن ابی قتادہ قال رسول اللہ ، ایاکم و کثرة الحلف فی البیع فانہ ینفق ثم یمحق (رواہ مسلم (۲۳))

ابو قتادہ کہتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا کہ تمہیں خرید و فروخت میں زیادہ قسموں سے بچنا چاہنیے کیونکہ ایسا شخص ایک طرف خرچ کرتا ہے تو دوسری طرف مٹا دیتا ہے -

اسی طرح آپ نے احتکار و اکتناز سے منع فرمایا - احتکار کے معنی یہ ہیں کہ غلہ اور دوسری اشیاء ، محصور و محدود کر لی جائیں اور پورا معاشرہ اس سے استفادہ نہ کر سکے - اور اکتناز کے معنی یہ ہیں کہ دولت کے عظیم الشان نخرانے افراد کے پاس جمع ہو جائیں اور اسکی تقسیم و گردش کی کوئی سبیل نہ ہو - آپ نے ان دونوں کے خلاف پابندی عائد کی -

عن عمر ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ، الجالب مرزوق والمحتکر ملعون (۲۵)

حضرت عمر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تاجر کو خدا کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے اور غلہ کو گرانے سے روکتے اور بند کرنے والا ملعون ہے -

عن ابن عمر ، قال رسول اللہ ، من احتکر طعاماً اربعین یوم یرید بہ الفلأ ففقد برئ من اللہ و بری اللہ منہ (۲۶) -

ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی کا ارشاد ہے کہ جو شخص گرانے کے خیال سے غلہ کو چالیس دن بند رکھے ، اس نے اللہ کے عہد کو توڑا اور اللہ بھی اس سے بیزار ہو گیا -

قرآن پاک میں اکتناز پر جامع تبصرہ کیا گیا ہے -

والذین یکتزون الذہب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل اللہ فبشرهم بعذاب الیم ، یوم یحیی علیہا فی نار جہنم فتکوی بہا جباہم و جنوبہم و ظہورہم ہذا ما کتزتہم لانفسکم فذوقوا ما کتتم تکثرون - (۲۷) -

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسکو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے - آپ ان کو درد ناک عذاب کی خبر دیں جس

دن اس مال کو جنہم کی آگ میں گسرم کیا جائے گا اور پھر اسکے ساتھ انکی پیشانیاں ، اور انکے پہلو اور انکی پیشیں داغی جائیں گی۔ یہ وہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا سو اسکا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے تھے۔

معاشی جدوجہد کی پاکیزگی کے لئے آپ نے وہ تمام راستے مسدود کئے جن سے حرام مال آ سکتا ہے۔ رشوت لینے والے کو ملامتوں قرار دیا ، سودی کاروبار کو ممنوع ٹھہرایا اور ظلم و استحصال کے ذرائع بند کئے اور قناعت کا درس دیا تاکہ ناجائز ذرائع سے دولت حاصل کرنے کا جذبہ نہ پروان چڑھے۔ آپ نے جس معیار زندگی کو اختیار کیا وہ پوری مسلم ملت کے لئے نمونہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ کتب سیرت و حدیث حیات طیبہ کے اسی پہلو کی تفصیلات سے بھری پڑی ہیں۔ اس وقت صرف ایک دو حدیثیں پیش خدمت ہیں۔ تاکہ آپ کی طرز زندگی کی جھلک دیکھ سکیں۔

عن عائشہ قالت ما شیع آل محمد منذ قدم المدینہ من طعام بثلاث لیلال.
تباعاً حتی قبض۔ (۲۸)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ جب سے مدینہ تشریف لائے ، آل محمد نے سیر ہو کر متواتر تین راتیں کھانا نہیں کھایا حتی کہ آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

عن عائشہ قالت کان یاتی علینا الشہر مانوقد فیہ ناراً انما هو التمر
والماء الا ان نوتی باللحم (۲۹)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہم ہر ایسے مہینے بھی گذرے کہ ہم نے اس میں آگ تک نہ جلائی ، صرف کھجور اور پانی پر گذر ہوئی سوائے اسکے کہ ہمیں گوشت مہیا ہوتا۔

آپ نے اپنے خاندان والوں کے لئے صدقہ حرام قرار دیا تھا (۳۰)۔ صرف ہدیہ قبول فرماتے۔ لیکن ہدیہ کے بارے میں بھی رویہ یہ تھا کہ ہدایا باہمی طور پر ہوں۔ آپ کا ارشاد ہے۔

« تہادوا فسان الہدیۃ تذهب الضغائن (۳۱) ، »

باہم ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجو کیونکہ یہ دلوں کے بغض دور کرتا ہے۔ یہ معیار اگرچہ پیغمبرانہ زندگی کا اونچا نمونہ جس پر پورا اترنا ہر ایک کے بس کی بات نہ ہو لیکن یہ تو ہو سکتا ہے کہ حب دنیا اور ہوس زر کے نتیجے

میں حلال و حرام کی تمیز مٹا دینے والی سرگرمیاں رک جائیں۔
 معاشی جدوجہد کی پاکیزگی میں مثبت طور پر جو کہ چیز اہم کردار ادا کرتی ہے وہ رزق حلال کی طلب اور اسکے حصول کی کوشش ہے۔ رسول اللہ رزق حلال کی برکات اور اسکی ضرورت و اہمیت کو جس طرح بیان فرمایا وہ معاشی جدوجہد کی پاکیزگی میں اساسی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح کے افراد تیار کرنا چاہتے تھے وہ اخلاقی مزاج اور احساس کے حامل ہوں اور جو معاشرہ تشکیل دینا چاہتے تھے وہ اللہ کے لئے اخلاص اور مخلوق کے لئے جذبہ خدمت پر مستحکم ہو۔ ان مقاصد کا حصول رزق حلال کے بغیر ممکن نہیں، یہی وجہ ہے کہ کتب حدیث میں رزق حلال (۲۲) کی اہمیت و فضیلت میں آپ کے کئی ارشادات موجود ہیں۔ مثلاً

عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ - ان اللہ طیب لا یقبل الا طیباً و ان اللہ امر المؤمنین بما امر به المرسلین - فقال یا یہا الرسل کلوا من الطیبات و اعملوا صالحا - و قال اللہ یا یہا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقکم ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث اغبر - یمدیدیہ الی السماء یا رب و مطعمہ حرام و مشربہ حرام و ملبسہ حرام و غذی بالحرام فانی یستجاب لذلک (رواہ مسلم) (۳۳) -

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیزوں ہی کو قبول کرتا ہے اور خداوند تعالیٰ نے مومنوں کو بھی اسی چیز کا حکم دیا ہے جس کا حکم اپنے رسولوں کو دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا اے پیغمبرو۔ پاک چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو اور فرمایا اے ایمان والو پاکیزہ چیزیں جو ہم نے دی ہیں کھاؤ۔ پھر آپ نے اس شخص کا تذکرہ کیا جو طویل سفر کرتا ہے۔ پر اگندہ حال اور غبار آلودہ اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور کہتا ہے۔ اے پروردگار۔ مجھے یہ دے وہ دے حالانکہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور حرام ہی میں اسکی پرورش ہوئی پھر کیونکر اسکی دعا قبول کی جائے۔

عن ابی بکر ان رسول اللہ قال لا یدخل الجنة جسد غدی

حضرت ابو بکر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بدن نے حرام مال سے پرورش حاصل کی ہے وہ جنت میں داخل نہ ہو گا۔

عن عبد اللہ بن مسعود عن رسول اللہ قال لا یکسب عبداً مالاً فیصدق منه فیتقبل منه ولا ینفق منه تبارک له فیہ ولا یترک خلف ظہره الا کان زاده الی النار ان اللہ لا یمحو السی بالسی ولكن یمحو لسنی بالحسن ان الغیث لا یمحوه الخیث - (۲۵)۔

عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو بندہ حرام مال کمانے اور صدقہ کرے وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح وہ خرچ کرے تو اس میں برکت نہیں ہو گی اور جو کچھ حرام مال مرنے کے بعد چھوڑ جائے وہ اس کے لئے دوزخ کا توشہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ برائی سے برائی کو دور نہیں کرتا بلکہ برائی کو بھلائی سے دور کرتا ہے ناپاک مال ناپاکی کو دور نہیں کرتا۔

عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ الحلال بین والحرام بین وبينهما مشتبہات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع فی الشبهات وقع فی الحرام کا الراعی یری حول الحمی یوشک ان یوقع فیہ الا وان لکل ملک حمیً ألا وان حمی اللہ محارمه ألا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وهی القلب - (۳۶)

نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر اور دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جنہیں بہت لوگ جانتے نہیں۔ جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنا دین بچا لیا اور اپنی آبرو کو محفوظ رکھا، اور جو شخص مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہوا وہ حرام میں پڑا، اسکی کیفیت اس چرواہے کی سی ہے جو چراگاہ کے کنارے اپنے جانوروں کو چرائے اور ہر وقت اس کا خطرہ رہے کہ کوئی جانور کھیت میں گھس جائے۔ خیردار کربہ پادشاہ کی ایک حد مقرر ہے اور خدا کی حد حرام چیزیں ہیں آگاہ رہو کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب تک یہ ٹھیک رہتا ہے سارا بدن ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا

ہے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے آگاہ رہو وہ دل ہے -
 قرآن و سنت میں حلال و حرام اور پاک و ناپاک کے متعلق تفصیلی
 ہدایات آئی ہیں اور تقریباً ان تمام امور کا احصا کیا گیا ہے جو کسی نہ
 کسی طرح انسان کی معاشی جدوجہد کا نتیجہ بنتے ہیں - رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے اسلامی معاشرے کی معاشی جدوجہد کو وہ حدود قیود
 عطا کیں جن سے پوری سرگرمی پاکیزہ اور طیب رہتی ہے - کیونکہ اسی سے
 عبادت موثر ہوتی ہے اور اسی سے انسان کا اخلاقی و روحانی مزاج
 مستحکم ہوتا ہے - معاشی جدوجہد کی پاکیزگی نہ صرف پورے نظام معیشت کو
 آلائشوں سے پاک رکھتی ہے بلکہ پوری انفرادی و اجتماعی زندگی کو محمدی
 سیرت کے سانچے میں ڈھال دیتی ہے - غیر اسلامی معاشروں نے جو معاشی
 احکام و نظامات اپنائے ہیں ان کے باعث پوری انسانیت ظلم و استحصال کا
 شکار ہے اور چند افراد اپنائے آدم کا شکار کر رہے ہیں - اگر امت مسلمہ
 معاشی جدوجہد کی پاکیزگی کے تصور کو معاشی نظام کی اساس کے طور پر
 تسلیم کر کے زندگی بسر کرے اور خدا دشمن نظاموں کی پیروی سے اجتناب کرے
 تو عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو زمین و آسمان کی تمام برکات سے
 نوازے -

حوالہ جات

- ۱ - القرآن ، ۲۰ - ۱۳۱ ،
- ۲ - تفہیم القرآن ، ۳ - ۱۳۹
- ۳ - القرآن - ۲۳ : ۲۸ -
- ۴ - ایضاً ، ۲۸ ، ۸۲
- ۵ - تفہیم القرآن ، ۳ ، ۳۱۰ - ۶۶۳
- ۶ - زرقانی شرح مواہب ، ۱ : ۹۹ - ابن سعد ، ۱ : ۸۲
- ۷ - نور النبراس بحوالہ سیرہ النبی ، ۱ : ۱۹۸
- ۸ - ابن سعد ، ۱ : ۱۳۵ ، مواہب لدنیہ ، ۱ : ۱۹۵ ، روض الانف ، ۱ : ۱۱۸ ،
- ۹ - ایضاً
- ۱۰ - مشکاة ، کتاب الزکوٰۃ فمن لایحصل له المسائلہ ، ۱۶۲ ، اسی مضمون کی اور روایات
 بھی منقول ہیں ،

- ۱۱ - ایضاً ، ۱۶۳
- ۱۲ - اسی سلسلے میں مندرجہ ذیل آیات پیش نظر رہنی چاہئیں -
 قل من حرم زینة الله التي اخرج لعباده والطيبات من الرزق (الاعراف : ۳۲)
 لے نہی ان سے پوچھو ، کس نے حرام کر دیا اللہ کی اس زینت کو جو اس نے اپنے
 بندوں کے لئے نکالی ہے -
 کلووا واشربوا ولا تسرفوا انه لا يحب المسرفین - (الاعراف ، ۳۱)
 کھاؤ پیو اور حد سے نہ گذرو ، اللہ تعالیٰ حد سے گذرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔
 ودرهبانية ابتدوها ما كتبنا ها عليهم الا ابتغاء رضوان الله فما رعوها حق رعايتها
 - (الحديد ۲۷) -
 اور رهبانیت انہوں نے (یعنی عیسیٰ ابن مسریم) کے پیروؤں نے خود ایجاد کر
 لی ہم نے وہ ان پر نہیں لکھی تھی ، مگر صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے
 کی کوششیں (ان پر لازم کی تھیں) پس انہوں نے اس کا لحاظ نہ کیا جیسا کہ
 اس کا حق تھا -
- ۱۳ - مشکاة ابودلؤد ، کتاب الادب ، باب فی کراهية المراء ۳ ، ۳۱۰ -
- ۱۴ - ایضاً -
- ۱۵ - ابن سعد ، ۱ ، ۱۳۶ ، ابن ہشام ، ۱ : ۲۰۹ ، -
- ۱۶ - مسند احمد ، حدیث نمبر ۱۴۵ ، - مشکاة کتاب الایمان ، ۱ : ۷ -
- ۱۷ - القرآن ۳ : ۲۹
- ۱۸ - القرآن ، ۲ ، ۱۸۸ ،
- ۱۹ - روح المعانی ، ۲ ، ۶۰ ، -
- ۲۰ - مشکاة کتاب البیوع فی الکسب الحلال ، ۲۳۱ ،
- ۲۱ - ایضاً .
- ۲۲ - ایضاً
- ۲۳ - مشکاة ، کتاب الصلوة ، باب المساجد و مواضع الصلوة ، ۱ : ۲۲۰ -
- ۲۴ - ایضاً ، کتاب البیوع ، باب المساهلة فی المعاملة ، ۲۳۳
- ۲۵ - ایضاً باب الاحتکار ، ۲۰۰ ، -
- ۲۶ - ایضاً -
- ۲۷ - القرآن ، التوبہ ، ۳۳ - ۳۵
- ۲۸ - بخاری ، کتاب الرقاق ، باب کیف کان عیش النبی ، ۳ : ۸۷ -
- ۲۹ - ایضاً
- ۳۰ - ایضاً ، کتاب الصدقہ ، باب ما یذکر فی صدقة النبی ، ۵۵۷ ،
- ۳۱ - مشکاة ، باب الطلایا ، ۲۱۶ -

- ۳۲ - اس موضوع پر قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیات بھی لائق توجہ ہیں -
 وکلوا مما رزقکم اللہ حلالاً طیباً واتقوا اللہ الذی انتم بہ مومنون - (مائد - ۸۸)
 یا ایہا الذین آمنوا اکلوا من طیبات ما رزقناکم (البقرہ - ۱۶۲)
 فکلوا مما غنمتم حلالاً طیباً (انفال - ۶۹)
 یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات و اعملوا صالحا انی بما تعملون بہ علیم
 (المؤمنون)
 اور اللہ کے دئے میں سے ستھری اور حلال چیزیں کھاؤ، اور اللہ سے ڈرو جس پر
 تم ایمان رکھتے ہو -
 اے مومنو: پاک چیزوں میں سے جو تم نے تم کو دی ہیں
 اور جو تم مال غنیمت لائے ہو اس میں سے حلال طیب کھاؤ -
 اے پیغمبرو: پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو، جو تم کرتے ہو وہ
 میں جانتا ہوں -
- ۳۳ - مشکاة، کتاب البیوع فی الکسب و طلب الحلال، ۲۳۶،
 ۳۳ - ایضاً، -
 ۳۵ - مشکاة کتاب البیوع باب فی الکسب و طلب الحلال، ۲۳۶،
 ۳۶ - ایضاً، ۲۳۳ -

